۱۸۸۶
سلسلہ ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صنعتی اور سائنسی علوم کی تعلیمی افادیت و اہمیت

اسلامی تعلیمات اور دورِ ماضی سے اس کا ثبوت

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی صاحب

حضرات! حاضرین کے اس مجمع کو جس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات اور ان کے ساتھ علمائے کرام بھی تشریف رکھتے ہیں یہ وسوسہ ضرور دل میں گزرتا ہے۔ (خدا مجھے معاف کرے) کہ ہمارے معزز سامعین حضرات اور خاص طور پر جن کی تعلیم جدید علوم کے اندر محدود رہی ہے ان کا ذہن کبھی اس طرف منتقل نہ ہوا ہوگا کہ قرآن مجید میں صنعت کا بھی ذکر ہے، اور ان ماہرین کا بھی ذکر ہے جنہوں نے اپنے وقت میں صنعت سے تعمیری کام لیا اور خدمت خلق انجام دی اور انسانیت کی اور اپنے ہم اعتقاد اور زیر اثر حلقہ کی حفاظت کی، یہ کم لوگوں کے ذہن میں آیا ہے۔ میں نے ابھی آپ کے سامنے قرآن مجید کی یہ آیت

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ
وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالْغَیْبِ
اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ

اور لوہا پیدا کیا اس میں (اسلحہ جنگ کے لحاظ سے) خطر بھی

www.abulhasanalinadwi.org

شدید ہے، اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں، اور اس لیے کہ
جو لوگ بن دیکھے خدا اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں،
خدا ان کو معلوم کرے، بے شک خدا قوی (اور) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ احسان رکھتے ہوئے اہمیت کے ساتھ ذکر فرماتا ہے کہ ہم نے لوہے کو نازل کیا، پہلے خیال کیجیے کہ اس کے لیے عربی میں کئی لفظ ہو سکتے تھے۔ "خَلَقْنَا" کہا جا سکتا تھا یعنی "ہم نے پیدا کیا" لیکن نازل کرنے میں خصوصیت اور اہتمام ہے اور اس کے ساتھ قدرت اور رحمت خداوندی کا جو عنصر شامل ہے وہ کسی اور لفظ سے ادا نہیں ہو سکتا، آپ جانتے ہیں کہ ٹیکنالوجی TECHNOLOGY اور تکنولوجی ہی نہیں بلکہ فن تعمیر (آرکی ٹیکچر) بھی ہے اور دوسری چیزیں فن حرب وغیرہ ہیں، جنگی مشقیں ہیں اور جنگی کارروائیاں ہیں اور کتنے تعمیری اور دفاعی و حفاظتی کام ہیں، ان سب میں لوہا ایک مرکزی کردار ادا کرتا ہے، اور کوئی نظام صنعت و حرفت اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ بیسیوں معدنی دھاتوں کو چھوڑ کر حدید (لوہے) کا انتخاب فرمایا، اور "وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ" ہم نے لوہے کو نازل کیا اس میں بڑی طاقت ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا مظہر ہے اور اس سے رفعت کا بھی ظہور ہوتا ہے، وہ صرف تلوار بنانے کے لیے نہیں ہے، وہ صرف بندوق ڈھالنے کے لیے نہیں ہے، وہ صرف گولی کو وجود میں لانے کے لیے نہیں ہے، اور اس کو شکل دینے کے لیے نہیں "فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ" جو عربی

www.abulhasanalinadwi.org

دان حضرات یہاں بیٹھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ نکرہ کا صیغہ جو ہوتا ہے اس میں بڑی عمومیت و کثرت ہوتی ہے تو اس وقت "وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ" لوگوں کے لیے بہت سے منافع ہیں۔

پھر اس کے بعد اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر رہا ہے کہ

"وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ"

اور ہم نے ان کو زرہ بنانے کا علم دیا

ہم نے ان کو وہ علم دیا کہ جس سے وہ اجسام انسانی کی حفاظت کا کام لے سکیں۔ ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا، ان کو وہ حکمت عطا فرمائی جس سے کہ وہ لوہے سے شیشہ کا کام لے سکیں، لوہے سے کسی بہت کمزور سے کمزور دھات کا کام لے سکیں، اور تخریب ہی نہیں بلکہ تعمیر کا کام لے سکیں، یہ ایک ایک لفظ معجزہ کی حقیقت رکھتا ہے۔

پھر ایک فرد کا معاملہ نہیں بلکہ قرآن مجید آگے بڑھتا ہے اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے خدام (جن میں جن و انس ہیں) ان کے احکام منشا کی تعمیل کرتے ہیں اور صنعتی و تعمیری کارنامہ انجام دیتے ہیں اور جو وہ چاہتے ہیں بناتے ہیں؛ اس میں اس کی بھی تصریح کر دی کہ وہ تخریبی مقاصد کے لیے نہیں کرتے جب اس میں سلیمان علیہ السلام کی رہبری شامل ہے، اس میں ان کا حکم چلتا ہے اور ان کے اشارہ سے کام ہوتا ہے تو وہ تعمیری ہوگا اور نافع الخلائق ہوگا۔ "يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ" یہ نہیں کہ

www.abulhasanalinadwi.org

جو چاہیں وہ بنالیں، جو وہ چاہتے ہیں بناتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کی اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی طاقتوں کو اللہ کے منشاء کے مطابق اور نبی کو جو پیغام دیا جاتا ہے اور جو مقام عطا ہوتا ہے اس کے تقاضوں اور اس کی خصوصیات کے مطابق اس کو استعمال ہونا چاہیئے، ساری دنیا کی خرابی یہ ہے کہ وہ چیزیں تخریبی اور سلبی (DESTRUCTIVE & PASSIVE) مقاصد کے لیے استعمال کی گئیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمادیا کہ یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَاءُ" وہ آزاد نہیں تھے جو چاہتے بناتے، لوگوں پر حملہ کرنے اور قوموں کو تباہ کرتے اور ملکوں کو پامال کرتے۔

میرا اندازہ ہی نہیں تجربہ ہے کہ اسلامی تاریخ کا اس نقطۂ نظر سے اس عنوان کے تحت بہت کم مطالعہ کیا گیا کہ مسلمانوں نے کیا صنعتی ترقی کی اور اس وقت کی موجودہ دنیا جسے ترقی یافتہ دنیا کہتے ہیں۔ سائنسی دنیا (PROGRESSIVE) دنیا ہے وہ علم سے مسلح دنیا ہے، اس میں کتنا حصہ کتنا (CONTRIBUTION) مسلمانوں کا ہے۔

مثال کے طور پر ایک بات کہتا ہوں، فلسفہ میں دو چیزیں ہیں ایک قیاس جس کو (DEDUCTIVE LOGIC) کہتے ہیں، دوسرا استقراء جس کو (INDUCTIVE LOGIC) کہتے ہیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت اور مسلمہ واقعہ ہے کہ سائنس، ٹیکنالوجی اور علوم عمرانیہ کا وجود میں آنا اور ترقی کرنا منطق استقرائی کا رہین منت ہے اور یورپ میں سائنسی اور اس کی شاخوں کا ظہور اور تجربہ اور ایجاد کا عہد اس وقت سے شروع ہوا جب سے کہ اس نے قیاس

www.abulhasanalinadwi.org

کے بجائے استقراء سے کام لینا شروع کیا اور یہ استقراء کا اصول اور منطق استقرائی عربوں کا عطیہ ہے جو اندلس (اسپین) کے راستے سے یورپ میں آیا، موسیو لی بان (GUSTAVE LEBON) جو مشہور و مسلّم مؤرخ و مصنّف ہے. لکھتا ہے:

"لوگ تجربہ اور مطالعہ واستقرائی منطق (INDUCTIVE LOGIC) کو جو علم جدید کی اصل حقیقت رکھتے ہیں بیکن (FRANCIS BACON) کی طرف منسوب کرتے ہیں، مگر اب یہ اعتراف کیا جانا ضروری ہے کہ یہ طریقہ مکمل طور پر عربوں کی ایجاد ہے۔"

قیاس یہ ہے کہ آپ پہلے سے ایک نظریہ قائم کرلیں اور کہیں کہ ایسا ہوتا ہے، اس کے بعد جو چیز آئے اس کے ماتحت کردیں، اس پر APPLY کریں اور کہیں کہ یہ ایسا ہی ہوتا ہے، محض اپنی ذہانت سے یا اپنے محدود تجربہ سے، کیوں کہ یہ غیر محدود نہیں ہوتا آپ نے ایک کلیہ قائم کیا کہ فلاں چیز میں یہ اثر ہے اور اس کے بعد آپ نے جو دوسری چیزیں دیکھیں ان کو اس کے ماتحت اس کی لائن میں جو سمت ہے آپ نے اس کو ڈال دیا، یہ قیاس دنیا کے تمام فلسفہ پر پوری دنیا پر یہاں تک کہ یونانی فلسفہ پر بھی چھایا ہوا تھا، یونان کے تذکرہ کے ساتھ ذہن خود بخود جاتا ہے کہ یونان نے قیاس میں اس قدر ترقی کی، اور ہمارے یہاں بھی جو منطق اور فلسفہ کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، وہ زیادہ یونانی فلسفہ پر مبنی ہیں۔

استقراء یہ ہے کہ مختلف جزئیات کو اور ان کا تجربہ کرکے اور ان

www.abulhasanalinadwi.org

کا تجربہ کرکے اور ان سب کو برنٹ کراو ران میں جو چیز قدر مشترک COMMON FACTORS ہے اس کو اصول بنائیے اس کا نام ہے استقراء اور یورپ کے سائنس کے مؤرخوں نے جنھوں نے سائنس کی تاریخ پر کتابیں لکھی ہیں یا یورپ کی ترقی پر کتابیں لکھی ہیں، ان کا اس پر اتفاق ہے کہ یورپ کی ترقی اور اس کی عالمگیر صنعتی فتوحات وایجادات وترقیات کی بنیاد "استقراء" پر ہے اور اس کو سب جانتے ہیں کہ استقراء کا اصول اسپین سے آیا ہے، اسپین سے استقراء کا اصول نہ آیا ہوتا تو یورپ ترقی نہ کرپاتا، اس لیے کہ آپ دیکھیے کہ پانی میں یہ خاصیت ہے فلانی فلاں چیز کو دیکھا اس میں یہ خاصیت اپنی طرف سے ایک اصول آپ نے جلدی میں بنالیا، قیاس کرلیا، بلکہ اتنا بھی نہیں، اس کو دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں، اپنی ذہانت سے آپ نے کہا کہ ایسا ہوا کرتا ہے اور اس کے بعد ساری چیزوں کو اس کے ماتحت لے آئے اور ان سب پر آپ نے اپلائی کیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے، اصل جو چیز ہے وہ استقراء ہے کہ آپ جلدی نہ کریں، چیزوں کو دیکھیں، ان کی خاصیتوں کو دیکھیں، ان کے عمل کو دیکھیں، درخت کو بھی دیکھیں، پتے کو بھی دیکھیں، پھول کو دیکھیں، زمین کو بھی دیکھیں، مختلف اشیاء کو بھی دیکھیں اور پھر اس کے بعد دیکھیں کہ ان میں مشترک چیز کیا ہے اس کے بعد کلیہ اپنائیں کہ جب یہ چیز ہوتی ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے، یہ استقراء جو ہے اس نے یورپ کے دماغ کو ایک نئی روشنی عطا کی اور ایک نیا میدان عطا کیا اور سائنس کی ترقی اسی دن سے شروع ہوئی، اگر آپ مجھ سے پوچھیں

www.abulhasanalinadwi.org

کہ اس کا یوم پیدائش کیا تھا، جیسے انسانوں کا ہوتا ہے تو میں کہوں گا کہ اس کا یوم پیدائش وہ دن ہے جس دن استقراء کو یورپ نے مانا اور استقراء کو اسپین سے حاصل کیا۔

اسی طرح اس علاقہ میں جس کو ماوراء النہر کہتے ہیں، جس میں بخارا اور سمرقند وغیرہ شامل ہیں (اور اتفاق سے میں چند دن پہلے وہیں سے ہو کر آیا ہوں) وہاں بڑے بڑے حکماء، فلسفی اور موجد و محقق پیدا ہوئے، شیخ الرئیس ابن سینا کی کتاب "القانون" ہے، آج بھی اس سے استفادہ کیا جاتا ہے، اور حیرت ہوتی ہے اس کی حکمت پر اور اس کے وسیع تجربہ پر اور ذہانت پر کہ کس طرح اس نے اعضائے انسانی اور خلقتِ انسانی کے خواص سمجھے ہیں، اور بتائے ہیں، اور امراض کی تشخیص کی اور ان کا علاج بتایا، اس طرح مختلف میدانوں میں عالم اسلام نے وہ ترقی کی جو یورپ کے لیے ایک بنیاد بن گئی اور یہ بات بڑی غلط فہمی اور کم علمی پر مبنی ہے کہ انسانی ترقی سائنس کی اور جو سائنٹفک علوم ہیں، ان سب کی ترقی یورپ سے شروع ہوئی ہے اور یورپ اس کا گویا معلّم اوّل ہے۔ یہ بات مطالعہ کی کمی، نظر کی کوتاہی اور عصبیت پر مبنی ہے، مجھے خدا نے موقعہ دیا کہ میں اسپین گیا اور میں نے اسپین کو خوب دیکھا اور میں اس کے ایک کونہ طلیطلہ (TOLETOLA) سے لے کر غرناطہ (GRANATA) تک گیا، میں نے الحمراء کا قصر دیکھا، شہر دیکھا قرطبہ کی مسجد دیکھی اور وہاں کی عمارتیں اور آثارِ قدیمہ دیکھے، اسی طریقہ سے بغداد میں، اور جہاں مسلمانوں کے دار السلطنت ہیں وہاں آپ کو مسجدیں

www.abulhasanalinadwi.org

ملیں گی جس پر حیرت ہوگی کہ اس زمانہ میں یہاں تک لوگ کیسے پہونچ گئے تھے، یقین نہیں ہوتا ہے کہ ان کو اس طرح بنایا جاسکتا ہے اور یہاں البیرونی ایسے لوگ پیدا ہوئے جو ہندوستان آئے اور ان کا تاریخ میں اعتراف کیا گیا ہے کہ بہت سے ایسے نظریات ہیں جو سب سے پہلے ان ہی لوگوں نے پیش کیے ہیں۔

یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ ایک بدعت کی جارہی ہے میں اپنی دینی اصطلاح میں بول رہا ہوں کہ بہت سے لوگوں کو اس بدعت سے ردکا جائے، یہ بدعت نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسلمانوں کی ایک قدیم سنت کا احیاء ہے اور اس کو زندہ کیا جارہا ہے، اور مسلمانوں کو اس کی بڑی ضرورت ہے، اور مسلمان ان میدانوں میں بھی بہت سی قوموں سے آگے رہے ہیں، میرا مطالعہ یہ ہے کہ سفر کرتا رہتا ہوں اور مختلف تعلیمی حلقوں اور اداروں میں جاتا ہوں اور ہندوستان میں نہیں ہندوستان سے ملحق خطوں میں بارہا گیا ہوں کہ مسلمان اسی زمانہ میں ٹکنالوجی اور سائنس کے میدانوں میں پیچھے ہیں، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا ذہن ادب اور شاعری میں زیادہ چلتا ہے، فنونِ لطیفہ کی طرف زیادہ چلتا ہے، اور بعض لوگوں نے یہ کلیہ بنا لیا کہ مسلمان تو بس جس میں لطف آئے اور جس میں حسن ہو، ذائقہ بھی ہو، اس میں مسلمان کا ذہن زیادہ چلتا ہے، باقی وہ چیزیں جو ذرا جفاکشی چاہتی ہیں، صبر چاہتی ہیں، یا جن میں دیر لگتی ہے اور جو بے مزہ معلوم ہوتی ہیں، اس میں کم چلتا ہے، حالاں کہ یہ صحیح نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے یہ بہت ہی مستعجلانہ فیصلہ ہے

مجھے بڑی خوشی ہے، مبارک باد دیتا ہوں کہ ہمارے شہر میں یہ ایک مرکز قائم ہو رہا ہے، اور ایسے مرکز کی ہر شہر میں ہے اور مسلمانوں کو ایسے ادارے چلانے کی ضرورت ہے، اس لیے کہ اب بھی سیاست یا جمہوریت اور علم و فن کے دور میں اب بھی ٹیکنالوجی کی صنعت کی، اور تحقیقات کی اور سائنس کی مختلف شاخوں کی اہمیت ہے، اور افادیت ہے اور خیال ہوتا ہے کہ یہ اہمیت اور بڑھے گی، اور ہم ہندوستان میں عزت کی زندگی اپنی صلاحیت سے گزار لے پر قادر اور خود کفیل بننے کے قابل اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک ہم ان میدانوں میں بھی مہارت حاصل نہ کرلیں اور کم سے کم اس سے ہم کام نہ لے سکیں۔

میں اس ادارہ کے قیام پر مبارک باد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو ترقی دے، اور اس کی شاخیں قائم ہوں مختلف اضلاع میں اور مسلمانوں کو ان علوم سے جو بے گانگی اور جو بعد پیدا ہو گیا ہے وہ دور ہو اور وہ ان اداروں سے ایسے ماہرین کو نکالیں کہ وہ پھر ملکوں کو، وہاں کی طاقتوں کو اور ان سب کے راز کو سمجھنے بلکہ ان کو بنانے تک کی صلاحیت پیدا کرلیں تاکہ مسلم ممالک اور مسلم معاشرہ کی جو اقدار (VALUES) اور معیار (IDEAL) اور مقاصد ہیں ان کی حفاظت کر سکیں، یہ بہت بڑی خدمت ہوگی اور اسلام کو طاقت پہونچانے کا بڑا ذریعہ ہوگا، اور یہ اپنے کسب معاش کے ساتھ ساتھ ایک کثیر الفوائد کام ہوگا

بشکریہ "تعمیر حیات" لکھنؤ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۳ء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزہ کے مقاصد اور زندگی پر اس کے اثرات

محترم حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی صاحب

امام غزالیؒ نے اپنے مخصوص انداز   ن میں اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:۔

"روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاقِ الٰہیہ میں سے ایک اخلاق کا پرتو اپنے اندر پیدا کرے جس کو صمدیت کہتے ہیں وہ امکانی حد تک فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات سے دست کش ہو جائے، اس لیے بھی فرشتے بھی خواہشات سے پاک ہیں اور انسان کا مرتبہ بھی بہائم سے بلند ہے۔ نیز خواہشات کے مقابلے کے لیے اس کو عقل و تمیز کی روشنی عطا کی گئی ہے۔ البتہ وہ فرشتوں سے اس لحاظ سے کمتر ہے کہ خواہشات اکثر اس پر غلبہ پا لیتی ہیں اور اس کو ان سے آزاد ہونے کے لیے سخت مجاہدہ کرنا پڑتا ہے چنانچہ جب وہ اپنی خواہشات کی رو میں بہنے لگتا ہے تو اسفل سافلین تک جا پہنچتا ہے اور جانوروں کے ریوڑ سے جا ملتا ہے۔ اور جب اپنی خواہشات پر غالب آتا ہے تو اعلیٰ علیین اور فرشتوں کے آفاق تک پہنچ جاتا ہے۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۳)

www.abulhasanalinadwi.org

علامہ ابن القیمؒ اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
"روزہ سے مقصود یہ ہے کہ نفسِ انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجہ سے آزاد ہو سکے اس کی شہوانی قوتوں میں اعتدال اور توازن پیدا ہو اور اس ذریعہ سے وہ سعادت ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کر سکے اور حیات ابدی کے حصول کے لیے اپنے نفس کا تزکیہ کر سکے، بھوک اور پیاس سے اس کی تیزی اور شہوت کی حدت میں تخفیف پیدا ہو اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مسکین ہیں جو نانِ شبینہ کے محتاج ہیں وہ شیطان کے راستوں کو اس پر تنگ کر دے اور اعضاء و جوارح کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے جن میں دنیا اور آخرت دونوں کا نقصان ہے۔ اس لحاظ سے یہ اہلِ تقویٰ کی لگام، مجاہدین کی ڈھال اور ابرار و مقربین کی ریاضت ہے۔" (زاد المعاد ص ۱۵۲ ج ۱)
علامہ موصوف روزہ کے اسرار و مقاصد پر نہایت بلاغت کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے مزید لکھتے ہیں۔
"روزہ جوارح ظاہری اور قوائے باطنی کی حفاظت میں بڑی تاثیر رکھتا ہے، فاسد مادہ کے جمع ہو جانے سے انسان میں جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اس سے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے، جو چیزیں مانعِ صحت ہیں ان کو خارج کر دیتا ہے اور اعضاء و جوارح میں جو خرابیاں ہوا و ہوس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں وہ اس سے دفع ہوتی ہیں وہ صحت کے لیے مفید اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے میں بہت ممد و معاون ہے۔"
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے، جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے قبل ہوئے ہیں عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ ——— روزہ ڈھال ہے

چنانچہ ایسے شخص کو جو نکاح کا خواہش مند ہو اور استطاعت نہ رکھتا ہو، روزہ رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے اور اس کو اس کا تریاق قرار دیا گیا ہے مقصود یہ ہے کہ روزہ کے مصالح اور فوائد چوں کہ عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کی رو سے مسلّمہ تھے اس لیے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی خاطر محض اپنی رحمت اور احسان سے فرض کیا ہے۔" (زاد المعاد ج ۱ ص ۱۵۲)

اسی سلسلہ کلام میں آگے ایک جگہ لکھتے ہیں:

"چونکہ قلب کی اصلاح اور استقامت حال سلوک الی اللہ اور جمعیت باطنی پر منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بالکلیہ توجہ و انابت پر اس کا دار و مدار ہے اس لیے پراگندہ خاطری اس کے حق میں سخت مضر ہے، کھانے پینے کی زائد مقدار لوگوں سے زیادہ میل جول، ضرورت سے زیادہ گفتگو وہ چیزیں ہیں جن سے جمعیت باطنی میں فرق آتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ سے منقطع ہو کر مختلف راستوں پر بھٹکنے لگتا ہے بعض وقت محض اسی وجہ سے اس کی راہ کھوٹی ہوتی ہے۔

القادر پرنٹنگ پریس فون ۲۳۲۰۸

www.abulhasanalinadwi.org